مدینہ، مدینہ

قیمت: 10 روپے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ"....

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میری اس مسجد میں نماز پڑھنا سوائے خانہ کعبہ کے دیگر تمام مساجد کی ہزار نماز سے بہتر ہے۔ (صحیح بخاری)

مُعجزہ ہے کا

مدینہ... مدینہ

سزا

نیکی کا بدلہ ضرور دیں

خاکِ مدینہ

مدینے جو چلنے کا وقت آ رہا ہے
گناہوں کے دُھلنے کا وقت آ رہا ہے

چلا ہوں محمد کے روضے کی جانب
کہ قسمت چمکنے کا وقت آ رہا ہے

قدم بہ قدم دِل مچلتا ہے میرا
مدینے میں بسنے کا وقت آ رہا ہے

وہ چھائیں گھٹائیں ، گھٹا ٹوپ سر پر
کہ رحمت برسنے کا وقت آ رہا ہے

شفا مجھ کو خاکِ مدینہ سے ہو گی
شفایاب ہونے کا وقت آ رہا ہے

میں آقا کے دَر سے نہ جاؤں گا خالی
کہ جھولی کے بھرنے کا وقت آ رہا ہے

گدائی ملے گی نصیؔر اُن کے در کی
مدینے میں رہنے کا وقت آ رہا ہے

(سید نصیر الدین نصیؔر رحمہ اللہ)

اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں:

وَ الضُّحٰی وَ اللَّیۡلِ اِذَا سَجٰی مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلٰی وَ لَلۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لَّکَ مِنَ الۡاُوۡلٰی

میں قسم کھاتا ہوں چاشت کے وقت کی (جب سورج کی روشنی ہر چیز کو ظاہر کر دیتی ہے) اور قسم کھاتا ہوں رات کی جب وہ (اپنے اندھیر سے ہر چیز کو) ڈھانپ لے..... نہ آپ کے رب نے آپ کو چھوڑا ہے اور نہ وہ آپ سے ناراض و بیزار ہے.....اور پکی بات یہ ہے کہ آپ کی ہر اگلی حالت آپ کی پچھلی حالت سے زیادہ بہتر ہے۔

مُعزز رہے گا

مدینہ... مدینہ

دن کے بعد رات کا آنا، اللہ تعالیٰ کی ناراضی کی علامت نہیں.....تو چند دن کے لئے وحی کا بند ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی ناراضی کی علامت نہیں ہے.....دن کے بعد رات کا آنا اس بات کی علامت نہیں کہ اب پھر کبھی دن

نہیں آئے گا..... بلکہ رات کے بعد پھر دن آجاتا ہے.....تو اسی طرح کا اُتار چڑھاؤ.....دین کے معاملات میں بھی چلتا رہتا ہے..... پہلے آپ کا دین سورج کی روشنی کی طرح پھیل جائے گا..... پھر اس پر رات آئے گی.....رات آنے سے کوئی چیز ختم نہیں ہوتی.....صرف چھپ جاتی ہے.....مگر آخر میں یہ دین پھر غالب آجائے گا..... یہ اُتار چڑھاؤ.....اپنی جگہ.....مگر ایک وعدہ پکا ہے.....ایک بات حتمی ہے:

وَ لَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْاُوْلٰى

یعنی آپ کے لئے.....اللہ تعالیٰ کی طرف سے..... مستقل ترقی اور عروج کا فیصلہ ہو چکا ہے.....آپ ﷺ کی ترقی کا یہ سفر جاری رہے گا.....آپ کی ہر اگلی حالت آپ کی پچھلی حالت سے زیادہ بہتر ہوگی.....آپ کا ہر اگلا دن آپ کے پچھلے دن سے زیادہ بہتر ہوگا.....آپ کے ہر کام کا ''اَنجام'' اُس کے آغاز سے بہتر ہوگا۔

بھول جاؤ، یورپ والو.....بھول جاؤ کہ تم.....اسم محمد ﷺ کو مٹا دو گے.....بھول جاؤ یہودیو! بھول جاؤ کہ تم اپنی مکاری، سازش اور اَسباب کے ذریعہ..... فاتحِ خیبر ﷺ سے انتقام لے پاؤ گے.....تم ''ورلڈ بینک'' آئی ایم ایف.....اور دنیا بھر کے میڈیا کے مالک ہو کر بھی.....دنیا کے ایک مختصر سے خطے میں چوہوں کی طرح رہ رہے ہو.....جبکہ اسمِ محمد ﷺ پورے عالَم میں..... گونج رہا ہے..... پوری دنیا میں پھیل رہا ہے..... جہاں تک سورج کی روشنی بھی نہیں پہنچ سکتی.....وہاں تک دینِ محمد اور اسمِ محمد ﷺ پہنچ رہا ہے.....اتنے ایٹم بم، اتنے ہائیڈروجن بم اور اتنے منافق بم بنا کر بھی.....تم کمزور ہو..... بے بس ہو.....جبکہ اسمِ محمد ﷺ ایک فاتحانہ اَدا کے ساتھ مسکرا رہا ہے.....

محمد کی عظمت ..... محمد کی شوکت
بلندی کی جانب سدا گامزن ہے
ہو مشرق یا مغرب ، صدا آ رہی ہے
مدینہ مدینہ ..... مدینہ مدینہ

○.....○.....○

آج ہندوستان میں.....نعرے گونج رہے ہیں.....نعرۂ تکبیر اللہ اکبر.....رہبر و رہنما مصطفیٰ مصطفیٰ..... آر ایس ایس کے بندروں نے سمجھ لیا تھا کہ..... ہندی مسلمان اب خاک کا ڈھیر ہے.....مودی اور امت شاہ نے.....خوف اور دہشت کی ہر تدبیر کر لی.....مگر مظاہرے پھیلتے جا رہے ہیں..... اُدھر کشمیر میں کرفیو.....

پانچویں مہینے میں داخل ہو چکا..... شاید ہی دنیا میں کسی جگہ اِتنا طویل اور بدترین کرفیو کسی جگہ لگا ہو..... مگر کشمیری..... آج بھی چٹان کی طرح کھڑے ہیں..... ساری دُنیا اُن کی ''عزیمت'' پر..... حیران اور ششدر ہے..... آج دنیا کی کسی قوم پر..... اس سے دس گنا کم تشدد بھی کیا جائے تو وہ..... جھک جائے گی..... مگر کشمیری..... مدینہ والے ہیں..... اُن کے دلوں میں..... لا الٰہ الا اللہ..... اور اُن کی رگوں میں..... محمد رسول اللہ..... کا کلمہ دوڑ رہا ہے..... وہ اپنے بچوں کو اپنے گھروں پر دفن کرنے پر مجبور ہیں..... مگر وہ..... مدینہ مدینہ سے دستبردار ہونے پر راضی نہیں..... اُن کی اس جرأت اور استقامت نے..... مودی، امت اور ڈووَال کو پاگل کر کے رکھ دیا ہے..... نوٹوں پر بکنے والی اس دنیا میں..... آج کشمیر پر صرف پانچ ماہ میں..... انڈیا نے ڈیڑھ سو ارب روپے جھونک دیئے ہیں..... مگر نہ کوئی بکا نہ کوئی جھکا..... اب مودی کا سر کشمیر میں پھنس چکا ہے تو..... وہ اپنا سر بچانے کے لئے..... کبھی انڈیا کے مسلمانوں کو چھیڑتا ہے تو کبھی..... پاکستان سے جنگ کی بات کرتا ہے..... کاش! اس وقت پاکستان میں..... بہادر اور باہمت قیادت ہوتی تو ''انڈیا'' کا ٹوٹنا دو قدموں کے فاصلے پر کھڑا ہے..... ساری دُنیا حیران ہے کہ..... مسلمان کس مٹی سے بنے ہیں..... ان پر فوجیں یا جنگیں مسلط کرو تو یہ ملا محمد عمر مجاہد بن جاتے ہیں..... ان پر معاشی شکنجہ کسو تو جھکنے کی بجائے اور اکڑ جاتے ہیں..... ان پر منافقین مسلط کرو تو یہ..... اور زیادہ طاقتور ہو جاتے ہیں..... آج دنیا کے ہر ملک کو..... اپنے تحفظ کے لئے تنخواہ دار فوجوں کی ضرورت ہے..... جبکہ اسلام کا دامن..... فدائیوں سے بھرا ہوا ہے..... جو مال بھی دیتے ہیں..... جان بھی کٹواتے ہیں..... اور شہید ہوتے ہوتے اپنی جگہ دس فدائی اور کھڑے کر جاتے ہیں..... ارے ظالمو! تمہارے ہتھیار، تمہاری سازشیں..... اور تمہارے معاشی پھندے..... کچھ نہیں کر سکتے..... کیونکہ دین اسلام..... حضرت محمد ﷺ کی ذات..... اور حضرت محمد ﷺ کے نام کے ساتھ جڑا ہوا ہے..... اور حضرت محمد ﷺ سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے.....

وَ لَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى

کہ آپ کے لئے..... آگے ترقی ہی ترقی ہے..... بلندی ہی بلندی ہے۔

وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

آپ کا نام بھی اونچا رہے گا..... آپ کا کام بھی اونچا رہے گا..... آپ کا دین بھی اونچا رہے گا..... نہ آپ کے نام کو کوئی مٹا سکے گا..... اور نہ آپ کے دین کا کوئی کچھ بگاڑ سکے گا.....

بموں کو چلاؤ یا فوجیں اُتارو
مقدر میں ذلت تمہارے لئے ہے
معزز رہا ہے ، معزز رہے گا
مدینہ مدینہ ..... مدینہ مدینہ

O.....O.....O

اللہ تعالیٰ کی پناہ..... ماضی قریب کے بڑے بڑے لوگوں کا کیسا بھیانک اَنجام ہم دیکھ رہے ہیں..... آج سے پندرہ سال پہلے کے اَخبارات اٹھائیں..... دس سال پہلے کی خبریں پڑھیں..... کیسے کیسے طاقتور لوگ غرّا رہے تھے..... دھمکیاں دے رہے تھے..... مُکّے لہرا رہے تھے..... آج وہ کہاں ہیں؟..... کس حالت میں ہیں؟..... میں کسی کا نام نہیں لکھتا..... آپ اُن سب کو جانتے ہیں..... میری آنکھوں کے سامنے اُن کے گورے، کالے، پیلے چہرے آرہے ہیں..... اُن کا طمطراق اور اُن کے دعوے..... اُن کی دھمکیاں اور اُن کا پروٹوکول..... واہ میرے اللہ واہ.....

آپ نے اُن سب کو..... طرح طرح کی ذلتوں، رُسوائیوں، سزاؤں اور گمنامیوں میں..... دھکیل دیا..... ان میں سے کسی کی اگلی حالت اس کی پچھلی حالت سے بہتر نہیں..... بلکہ بدتر ہے..... وہ ٹوٹ گئے، بوسیدہ ہوگئے، کمزور پڑ گئے..... جیتے جی مر گئے..... آج کوئی نہیں جو اُن کو اچھے اَلفاظ سے یاد کرتا ہو..... یا اُن کے مشن کا خود کو علمبردار بتاتا ہو.....

اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ

حضرت محمد ﷺ ..... اور آپ کے دین کے دشمن..... اسی طرح دُم کٹے..... اسی طرح بُرے انجام سے ہمکنار ہوتے ہیں..... نہ اُن کی طاقت اُن کے کام آئی..... اور نہ روشن خیالی نے اُن کے مستقبل کو روشن کیا..... اے مسلمانو! کیا یہ سب کچھ عبرت کے لئے کافی نہیں ہے؟..... سوشل میڈیا سے سر اُٹھاؤ..... وہ جھوٹ ہے..... دھوکا ہے..... خود فریبی ہے..... قرآنِ مجید سے دل لگاؤ..... وہ حق ہے..... سچ ہے اور کامیابی ہے..... الحمدللہ ثم الحمدللہ..... جہاد اپنے نتائج حاصل کر رہا ہے..... شہداءِ کرام کا خون رنگ لا رہا ہے..... دنیا میں عنقریب بڑی بڑی تبدیلیاں ہونے والی ہیں..... بڑے بڑے فیصلے زمین پر اُترنے والے ہیں..... حق پر ڈٹے رہو..... حق کی دعوت دیتے رہو..... روشنی، رہنمائی اور شفاء..... مغرب کے بیمار خانے سے نہیں..... ”مدینہ، مدینہ“ کے

دارالشفاء.....دارالایمان سے حاصل کرو.....

جو پرواز اونچی تمہیں چاہیے ہے

دواء چاہیے ہے ، شفاء چاہیے ہے

محمد کے صدقے ملے گا یہ سب کچھ

مدینہ مدینہ ..... مدینہ مدینہ

لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم تسلیما کثیرا

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

O.....O.....O

بقیہ: ریاست مدینہ کی خصوصیات

اس اصول کی رو سے ہر فرد پر لازم ہے کہ بقدر استطاعت برائی کے سدباب میں اپنا کردار ادا کرے، چنانچہ منکرات پر تنقید کرنا ہر فرد کا شرعی حق ہے جس کی تصدیق ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "**من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذالک اضعف الایمان**"

''جو تم میں سے برائی دیکھے اسے چاہیے کہ بزورِ بازو اسے روکے، اگر ایسا نہ کر سکے تو اسکے خلاف آواز اٹھائے اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو دل میں اسے برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔''

اسی طرح روایات میں دینِ اسلام کو نصیحت سے تعبیر کیا گیا ہے اور خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ جہاں کہیں کوئی منکر سامنے آئے اس کی نشاندہی کی جائے۔ اس بنا پر ریاستِ مدینہ میں ہر شخص حکومت پر نظر رکھتا اور جہاں کوتاہی نظر آتی اس کے حل کی پوری کوشش کرتا۔ البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ تنقید مخلصانہ اور تعمیری ہونی چاہیے۔ تنقید برائے تنقیص امورِ سلطنت میں تعطل اور پریشانی کا باعث ہو کر بسا اوقات معاشرے میں انتشار اور خلفشار پیدا کر دیتی ہے۔

مختصر یہ کہ تنقید، محاسبہ اور معزولی کا عمل کسی حقیقی مصلحت کی بنا پر ہونا چاہیے۔ ذاتی مفاد اور ضد و عناد کے نتیجے میں کسی اہل اور باصلاحیت شخص کو عہدہ سے سبکدوش کرنا نا صرف مذموم بلکہ انسانیت کو نفع سے محروم کرنا ہے۔

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت ناگوار گذری ہے

پرویز مشرف کے خلاف دائر ریفرنس کا فیصلہ آ گیا۔ یہ فیصلہ وزیراعظم عمران خان کی اُن خواہشات کے عین مطابق آیا ہے جس کا اظہار وہ وزیراعظم بننے سے پہلے اپنے متعدد انٹرویوز میں کر چکے تھے۔ ہمارے ہاں عدلیہ کے بارے میں عام طور پر یہی مشہور ہے کہ اس کے فیصلے حکمرانوں کی منشا کے مطابق آتے ہیں۔ بات درست ہے یا غلط اس سے قطع نظر اس فیصلے میں تو صاف نظر آ رہا ہے وزیراعظم کی خواہش اور عزائم کا بطورِ خاص خیال رکھا گیا ہے حتیٰ کہ فیصلے کی جو زبان و بیان ہے وہ بھی وزیراعظم صاحب کے مزاج کی عکاس ہے۔ بہرحال فیصلہ آ گیا کہ پرویز مشرف کو آئین شکنی کے جرم میں سزائے موت کا حقدار قرار دیا گیا۔ اگرچہ مجرم کے ان جرائم کی تعداد درجنوں میں ہے جن کی سزا شرعاً، اَخلاقاً، قانوناً ہر طرح موت ہی بنتی ہے لیکن ریفرنس میں ان اکثر جرائم کا ذکر نہ تھا۔ مثلاً اس میں بُردہ فروشی کے جرم کا بھی ذکر نہ تھا حالانکہ مجرم نے اپنی خودنوشت میں اس کا فخریہ اِقرار کیا کہ اس نے سینکڑوں لوگوں کو پانچ پانچ ہزار ڈالر کے عوض کفار کو فروخت کیا جن میں شیر خوار بچے بھی شامل تھے اور بردہ فروشی کے صلے میں قوم کو اغیار نے مادر فروشی کے طعنے

دیئے۔عوام الناس کی اکثریت کو وہ ٹی وی پروگرام یاد ہی ہوگا جس میں اس کے سامنے اس جرم کی بابت سوال کیا گیا اور اس نے صحتِ جرم سے انکار کیا تو سائل نے اس کی کتاب کا وہ پیراگراف پڑھ کر سنایا جس پر اس کے چہرے پر اُڑنے والی ہوائیاں اور اس کی آئیں بائیں شائیں سب نے دیکھی اور سنی۔اس ریفرنس میں ملکی معیشت کو مکمل بربادی کی راہ پر گامزن کرنے کے جرم کا بھی ذکر نہ تھا۔اس ریفرنس میں ملک وقوم کو بحران کے لفظ سے شناسائی بخشنے کا بھی ذکر نہیں تھا حالانکہ اس شخص کے دورِ نامسعود سے قبل لوڈ شیڈنگ اور کبھی کبھار کسی چیز کی قلت کا سامنا تو قوم کو بارہا ہوتا رہا لیکن لفظ بحران کی اس قدر ارزانی وفراوانی اس سے پہلے نہ دیکھی گئی تھی۔ چینی کا بحران، آٹے کا بحران، اَمن وامان کا بحران، سلامتی کا بحران، بجلی کا بحران، گیس کا بحران غرضیکہ بحران ہی بحران۔اس سے قبل فساد فی الارض کا یہ منظر بھی اس قوم نے کبھی نہ دیکھا تھا کہ ملک کے ہر شہر میں اپنے لوگوں کے ہاتھوں اپنوں کا خون پانی کی طرح بہا ہو۔ڈرون حملوں کے حوالے سے ایک ذلت آمیز معاہدہ بھی ان جرائم میں سرفہرست ہے جس نے ملکی سالمیت اور خودمختاری کو تماشہ بنا کر رکھا دیا، جن کی سزا موت سے کم ہرگز نہیں ہوسکتی۔لیکن ریفرنس دائر کرنے والے چونکہ خود اپنے کردار کے اعتبار سے ان جرائم میں پرویز مشرف جتنے نہ بھی سہی تو بہرحال ان میں ملوث ضرور رہے اس لئے انہوں نے انہیں ریفرنس میں شامل نہ کرنے میں ہی عافیت جانی اور نسبتاً ایک چھوٹے جرم یعنی ملکی آئین کی پامالی اور معطّلی کو بنیاد بنایا اور نتیجتاً اس پر سزائے موت کا فیصلہ آ گیا۔آپ ذرا سوچیئے جس مجرم کا سب سے چھوٹا اور ضرر کے اعتبار سے کمترین جرم اس سزا کا موجب ہو اس کے بڑے جرائم کی سزا کیا ہوگی؟ بہرحال یہ سزا سنا دی گئی تو آپ خود اندازہ کر لیجئے کہ جو لوگ اس کے بڑے جرائم کے متاثرین ہیں ان کے دل کس قدر خوش ہوئے ہوں گے اور انہیں کیسی شفاء وسکون نصیب ہوا ہو گا۔الحمدللہ اہل ایمان نے اس خوشی کو محسوس کیا اور اس یقین کے باوجود کہ مجرم اس سزا کی پکڑ سے فی الحال باہر ہے اور اس بات کا اِمکان بہت ہی کم ہے کہ اس کی سزا پر عمل درآمد ہو سکے بہرحال شکر ادا کیا اور سرور کی لذت پائی۔

یہ بات جو پچھلی سطور میں عرض کی ہے کہ آئین شکنی کا جرم پرویز مشرف کے جرائم میں خفیف ترین حیثیت کا جرم ہے اس کی تفصیل عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر دس ذوالحجہ یعنی یوم النحر کے دن صحابہ کرم کو مخاطب فرمایا اور ان سے پوچھا کہ یہ کون سا دن ہے؟ کون سا مہینہ ہے اور کون سا مقام ہے؟ صحابہ کرام سمجھے کہ سوال معمول سے ہٹ کر ہے کیونکہ سب جانتے تھے کہ دن مہینہ اور مقام کون سا

ہے؟ لہٰذا یقیناً اس سوال کا منشا کچھ اور ہے۔ اس لئے انہوں نے ہر سوال کے جواب میں یہ عرض کر دیا کہ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) ہی بہتر جانتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یاد رکھو مسلمان کی جان، مال اور عزت کی حرمت تم پر اسی طرح لازم ہے جس طرح اس دن، اس مہینے اور اس مقام کی حرمت۔

اسی طرح حج کے موقع پر ہی کا طواف کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے کعبہ شریف کی طرف متوجہ ہو کر اس سے مخاطب ہو کر با آواز بلند یہ بات فرمائی (تا کہ لوگ سن لیں) کہ اے کعبہ! تیری کتنی عزت اور حرمت اور کیسا بلند مقام ہے لیکن مسلمان کی جان، مال اور آبرو کا تقدس عند اللہ تجھ سے بھی بڑھ کر ہے۔

مقصد یہ تعلیم دینا تھا کہ ایک مسلمان اچھی طرح یہ بات جان لے کہ اس کا ہر وہ عمل جس سے کسی مسلمان کی جان، مال اور آبرو کا تقدس پامال ہو بیت اللہ کی حرمت پامال کرنے سے بھی بڑھ کر شنیع اور قابل ملامت ہے۔ کیا بیت اللہ کی حرمت پامال کرنے والے کسی شخص کو بھی ہم احترام، رعایت اور عزت دینے کے روادار ہو سکتے ہیں؟ اور اگر ایسے شخص کا یہ جرم کسی منصف کے سامنے انصاف کے لئے پیش کیا جائے گا تو وہ اس پر کیا سزا تجویز کرے گا؟ جب ایک مسلمان کی حرمت بیت اللہ سے بڑھ کر ہے تو انسانوں کے بنائے ہوئے ایک آئین کے مقابل کس قدر بڑھ کر ہو گی۔ اگر ہمارا آئین و قانون اس آئین شکنی پر اتنی سخت سزا سنا سکتا ہے تو اس شخص کی سزا کیا ہو گی جس کا دامن ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کے خون اور حرمتوں کی پامالی سے داغدار ہے۔ اس لئے چاہئے یہی تھا کہ اس شخص کے خلاف ان بڑے جرائم کی فرد جرم عائد کی جاتی اور ہماری عدالتیں اپنا قانونی فریضہ ادا کرتے ہوئے اس پر سخت سے سخت سزا سناتیں، لیکن بدقسمتی کہ بات ہے کہ مدعی چونکہ خود ان جرائم کے مرتکب تھے اس لئے انہوں نے ان تمام باتوں کو نظر انداز کیا۔ فیصلے کی خوشی اپنی جگہ لیکن اس بات کا اَفسوس ضرور ہے اس کا ایک نسبتاً ہلکا جرم سامنے لا کر بڑے جرائم کی پردہ پوشی کی گئی۔ والیٰ اللہ المشتکیٰ

اب آتے ہیں اس بات کی طرف، جس کی طرف کالم کے آغاز میں درج شعر میں اشارہ کیا گیا۔ سزا کا اجمالی فیصلہ سامنے آیا تو اس میں لاش کو لٹکانے کی بات کی گئی اور ایک طوفان برپا ہو گیا کہ فیصلے کا یہ حصہ اخلاق، شرع اور انسانیت کے خلاف ہے وغیرہ وغیرہ۔ اول تو جن مسلمانوں نے یہ بات زبان سے نکالی کہ لٹکانے کی بات ہی مطلقاً شرع کے خلاف ہے وہ توبہ کریں، حسن ظن ان کے بارے میں یہی ہے کہ انہوں نے یہ بات لاعلمی کی بنیاد پر کہہ دی ہو گی کیونکہ اس سزا کا ذکر تو خود قرآن مجید میں موجود ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس فیصلے میں لاش لٹکانے کو سزا کا حصہ نہیں بنایا گیا بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ اگر اصل سزا یعنی پھانسی پر عمل نہ ہو سکے اور

مجرم زندہ حالت میں خود کو سزا کے لئے پیش نہ کرے تو اس کی موت کے بعد اس سزا پر عمل کر لیا جائے۔

پرویز مشرف ملعون اپنے قبیح و شنیع جرائم کی سزا سے بچ نہیں سکتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں ہے۔ دنیا میں ذلت کا شکار ہے۔ لاعلاج امراض کی پکڑ میں ہے۔ یہ جرائم نہ اس دنیا میں اس کا پیچھا چھوڑنے والے ہیں نہ آخرت میں ان شاءاللہ وہ ان کی پکڑ سے بچ سکے گا۔

ایسے ملعون شخص کی حمایت اور ہمدردی میں قرآن مجید میں نازل ہونے والے کسی حکم کے بارے میں کہنا کہ نعوذ باللہ وہ انسانیت کے خلاف ہے ایک مسلمان کے لئے ہرگز روا نہیں۔ پرویز مشرف اگر دنیا میں اس سزا سے بچ بھی جائے (اور قوی امکان ہے کہ بچ جائے گا) تو بھی اس کے ہاتھوں ستائے جانے والے کسی شخص کو افسوس نہیں ہوگا۔

وہ الحمدللہ اس سے بڑی سزاؤں کی زد میں ہے۔ لیکن کسی بھی مسلمان کا اس کی ہمدردی میں وہ بات کہہ جانا جو اس کے ایمان کے لئے نقصان دِہ ہو بہرحال افسوسناک ضرور ہے۔ الدین النصیحۃ کے مصداق ہمیں اس سے نہیں، اپنے مسلمان بھائیوں کے ایمان کی حفاظت سے ضرور غرض ہے اس لیے ان کی خدمت میں یہ درخواست عرض ہے کہ اس فیصلے پر اس انداز میں رائے زنی نہ کریں۔ ہندوستان میں ابھی تازہ تازہ این آر سی کا بدنام زمانہ قانون پاس ہوا ہے جس کے مطابق وہاں عشروں سے آباد مسلمان بھی شہریت کی منسوخی کے خطرے سے دوچار ہیں اور اس قانون کے خلاف سراپا احتجاج ہیں اس قانون میں یہ بات طے ہے کہ کسی بھی مسلمان کو اب وہاں نئی شہریت تو ہرگز نہیں مل سکتی صرف غیر مسلموں کو مل سکتی ہے۔ اس قانون کی بنیاد پر ہندوستان کے لیے بہت بڑی خدمات سرانجام دینے والا اور پاکستان کو بدامنی کی جہنم بنانے والے ننگ ملت ننگ دیں ننگ وطن الطاف حسین کی درخواست بھی رد کر دی گئی ہے، لیکن ان حالات میں بی جے پی کے اہم رہنما اور وزیر کا پرویز مشرف کو ہندوستان کی شہریت کی کھلے عام پیشکش کرنا کس بات کی گواہی ہے؟ اہل عقل خود غور و فکر کر لیں۔

O.....O.....O

نیکی کا بدلہ ضرور دیں

ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ اپنے اصحابؓ کے ہمراہ رات کے وقت محوِ سفر تھے۔ دیر تک چلتے رہے۔ اخیر رات میں راستے سے ہٹ کر آرام کرنے کے لیے پڑاؤ کیا۔ سب لوگ ایسے سوئے کہ سورج طلوع ہونے پر ہی آنکھ کھلی۔ سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جاگے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے۔ ابوبکرؓ رسول اللہ ﷺ کے سرہانے بیٹھ گئے اور بلند آواز سے تکبیر کہنے لگے حتیٰ کہ آپ بھی بیدار ہو گئے۔ سورج ذرا بلند ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی۔ نماز اختتام کو پہنچی تو آپ نے اپنا رخ نمازیوں کی طرف کیا۔ آپ کو ایک آدمی نظر آیا جو لوگوں سے الگ بیٹھا تھا۔ اس نے جماعت سے نماز ادا نہیں کی تھی۔ آپ نے اس سے دریافت کیا:

''اے بھائی! آپ نے ہمارے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھی؟''

اس نے جواب دیا: ''مجھے ناپاکی ہوئی ہے اور پانی نہیں ملا۔''

رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ زمین سے تیمّم کر لو۔ اس شخص نے تیمّم کر کے نماز ادا کی۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو کوچ کا حکم دیا۔ اُن کے پاس پانی نہیں تھا۔ راستے میں اُنہیں شدید پیاس نے آلیا۔ تلاش کے باوجود کوئی کنواں، چشمہ یا جوہڑ نظر نہ آیا۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم یونہی پیاسے چلے جا رہے تھے کہ ایک اونٹ سوار عورت ملی۔ اس کے پاس پانی بھری دو مَشکیں تھیں۔

ہم نے اس سے پوچھا: ''پانی کہاں ہے؟''

''یہاں آس پاس کوئی پانی نہیں۔'' اس نے جواب دیا

''تمہارے گھر اور پانی کے درمیان کتنی مسافت ہے؟''

''ایک دن رات کی''

''اللہ کے رسول ﷺ کے پاس چلو۔'' ہم نے مطالبہ کیا

اس نے قدرے حیرت سے کہا: ''اللہ کا رسول؟ اللہ کا رسول کون ہے؟''

ہم اُسے اپنے ساتھ لے آئے کہ ہمیں پانی کی جگہ بتائے گی۔ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے بھی اس عورت سے پانی کے متعلق دریافت کیا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو بھی وہی جواب دیا جو ہمیں دیا تھا، البتہ اس نے آپ ﷺ سے یہ درخواست بھی کی کہ وہ یتیم بچوں کی ماں ہے۔

آپ نے اس کی ایک مشک اتروائی اور اللہ کا نام لے کر مشک پر ہاتھ پھیرا، پھر آپ مشک سے ہمارے برتنوں میں پانی اُنڈیلنے لگے۔ ہم چالیس پیاسے آدمیوں نے پانی پیا اور سیر ہو کر پیا اور اپنے پاس موجود تمام مشکیں بھی لبالب بھر لیں، پھر ہم نے اس عورت کی مشکیں واپس اس کے اونٹ پر چڑھا دیں۔ وہ پہلے سے بھی بھرپور نظر آ رہی تھیں۔

بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آپ کے پاس (کھانے کی) جو چیزیں ہیں وہ لائیں۔''

آپ نے خاصی مقدار میں روٹی اور کھجور کے ٹکڑے ایک کپڑے میں باندھ کر اس عورت کے حوالے کیے اور فرمایا: ''یہ اپنے گھر والوں کے لیے لے جاؤ۔ ہم نے تمہارا پانی ذرہ برابر کم نہیں کیا لیکن اللہ نے ہمیں پانی پلایا ہے۔''

وہ عورت خوشی خوشی اپنے اونٹ پر سوار ہوئی اور چل دی۔ گھر پہنچ کر اس نے سب کو بتایا: ''میں سب سے بڑے جادوگر کے ہاں سے ہو کر آئی ہوں یا وہ نبی ہے اور اس کے پیروکاروں کا یہی خیال ہے۔''

قوم کو اس کا واقعہ سن کر نہایت تعجب ہوا، پھر زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ وہ عورت اور اس کی قوم حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے۔ (بخاری)

لوگوں کو مانوس کریں، وحشت میں نہ ڈالیں۔ بہترین طرزِ عمل آپ کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ ہر کسی کی نیکی کا کچھ نہ کچھ بدلہ ضرور دیں۔

○……○……○

''اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ بھی تمہاری مدد کرے گا، اور تمہارے قدموں کو جما دے گا'' (القرآن)

یہ قرآن کا اٹل بیان ہے، جس کی صداقت میں کسی شک وشبے کی کوئی گنجائش نہیں، اور یہ وہ حقیقت ہے کہ تاریخ کا ہر دور اس کی صداقت پر گواہی دے گا، حق و باطل کی جنگ اور ایمان و کفر کی باہمی جنگ میں جب بھی اہل ایمان نے اللہ تعالیٰ کی نصرت کے بھروسے اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کے لیے کمربستہ ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت کے عجیب عجیب مناظر دکھائے اور اہل ایمان کی ثابت قدمی کے ایسے نقشے دکھائے کہ ملت کفر اس استقامت کو دیکھ کر شرم وذلت سے پانی پانی ہوگئی اور اسے شرمندگی سے سر جھکانے کے سوا کوئی نہیں چارہ نہیں ملا، اہل حق زخموں سے چور چور ضرور ہوئے مگر ان کی پیشانی پر ذلت وشرمندگی کا داغ نہیں لگ سکا۔

اس وقت مسلمانوں کے خلاف جنگ کی قیادت کرنے والا امریکہ کس طرح اپنے گھر میں ذلیل ہورہا ہے؟ اس کی ایک جھلک امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ کی رپورٹ سے لگائی جاسکتی ہے کہ کس طرح خود دشمن کے گھر سے اس کی شکست اور ناکامی کی کہانیاں شائع ہورہی ہیں۔ خبر کے مطابق امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ نے چشم کشا انکشافات کرتے ہوئے امریکی رہنماؤں کے افغان جنگ سے متعلق جھوٹ کا پردہ چاک کردیا۔ افغان جنگ پر 950 ارب ڈالر خرچ کرنے کے باوجود جیت مقدر نہ بن سکی۔ دو

دہائیوں پر محیط قانونی جنگ کے بعد امریکی اخبار کو افغان جنگ کی خفیہ دستاویزات موصول ہوگئیں، 18 سال سے امریکی رہنما افغان جنگ سے متعلق جھوٹ بولتے رہے، امریکی حکام جانتے ہوئے کہ افغانستان جنگ جیتی نہیں جاسکتی پھر بھی دل بہلانے والے اعلانات کرتے رہے۔ مشیر امریکی کمانڈر کے مطابق کابل اور پینٹا گون میں امریکی حکام حقائق اور اعداد وشمار کو تبدیل کرتے تاکہ عوام کو جیت کا تاثر جائے، تمام سروے ناقابل اعتماد تھے، سروے کا مقصد امریکا کی جیت کو دکھانا تھا۔

امریکی جنرل نے اعتراف کیا کہ ہمارے پاس افغانستان سے متعلق پوری جانکاری تھی ہی نہیں، افغان جنگ سے متعلق دھندلا خاکہ بھی ہمارے تصور میں نہیں تھا، امریکا غریب ملکوں کو امیر، یا ملکوں میں جمہوریت لانے کے لئے حملہ نہیں کرتا۔ واشنگٹن پوسٹ کے مطابق ایک اہم امریکی سفارتکار نے بتایا کہ امریکا کے حملے کا مقصد پرتشدد ممالک کو امن پسند بنانا ہوتا ہے، افغانستان میں امریکی انٹیلی جنس زیادہ موثر نہیں تھی، وہاں مضبوط وفاقی حکومت کے قیام کی امریکی پالیسی بیوقوفانہ تھی۔ افسر سٹیٹ ڈپارٹمنٹ کے مطابق افغانستان میں مضبوط وفاقی حکومت بنانے میں سو سال لگیں گے، افسوس کے ساتھ ایسا لگتا ہے جیسے افغانستان میں ہمارا مقصد کرپشن کا بڑے پیمانے پر فروغ تھا، وہاں پر مضبوط فوج کے قیام کے لئے امریکی فنڈ افغان کمانڈرز نے جیبوں میں ڈالا جو دسیوں ہزار گھوسٹ سولجرز کی نذر ہوگیا۔ امریکی فوجی تخمینے کے مطابق ایک تہائی بھرتی ہونے والے افغانی پولیس اہلکار نشے میں مبتلا یا طالبان سے تعلق رکھتے تھے، 2001 سے اب تک 7 لاکھ 75 ہزار امریکی فوجی افغانستان تعینات ہوئے، اکثر فوجی ایک سے زائد بار تعینات ہوئے، افغانستان میں 2300 امریکی فوجی ہلاک 20 ہزار 589 زخمی ہوئے، دو ہزار ایک سے اب تک امریکا افغان جنگ پر ساڑھے نو سو ارب ڈالر خرچ کر چکا ہے۔

ملت کفر کی اس شکست اور ناکامی کی کہانی دیکھئے اور پھر اہل حق کی استقامت بھی دیکھئے تو آپ کو اوپر درج کردہ قرآنی آیت کی صداقت اور آفاقی حقانیت کا پورا ایک نقشہ نظر آجائے گا۔

○……○……○

اسلامی نظامِ سیاست ریاست کی تشکیل کے لیے چند زریں اصول فراہم کرتا ہے جن کو ملحوظ رکھنا نہایت ضروری ہے۔ ان اصولوں پر عمل کے نتیجے میں ریاست کی منفرد پہچان اور اسلامی تشخص واضح ہوتا ہے۔ عصرِ حاضر میں انہی اصولوں کی بنیاد پر فلاحی ریاست کی تشکیل ممکن ہے۔

ریاستِ مدینہ کی تشکیل میں کارفرما چند اصولوں کا مختصر جائزہ حسبِ ذیل ہے:

حاکمیتِ اعلیٰ اور نیابتِ ارضی کا اصول

علمِ سیاست کی اصطلاح میں یہ لفظ اقتدارِ اعلیٰ یا اقتدارِ مطلق کے معنی میں مستعمل ہے۔ اس حیثیت کے حامل فرد یا جماعت کو لامحدود اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ افراد اس کی غیر مشروط اطاعت کے پابند اور ان کے حقوق اسی کے مرہونِ منت ہوتے ہیں جنہیں وہ جب چاہے سلب کرسکتا ہے۔ وہ تمام قوانین سے ماورا اور اس کا حکم

دوسروں کے لیے قانون کا درجہ رکھتا ہے۔ اس کے اپنے ارادہ کے سوا کوئی خارجی امر یا طاقت اس کے اختیارات کو سلب یا محدود نہیں کرسکتی۔

دیگر نظامہائے سیاست میں یہ مقام کسی فردِ واحد یا جماعت کو حاصل ہوتا ہے لیکن حاکمیت کا مفہوم اور خصوصیات اس امر سے مانع ہے کہ یہ مقام فردِ واحد یا کسی جماعت کے لیے تسلیم کیا جائے۔ اسلامی نظریہ حیات کے مطابق یہ مقام صرف باری تعالیٰ کو حاصل ہے۔ چونکہ وہی خالقِ کائنات ہے اس لیے زمین و آسمان میں حکومت و بادشاہت اسی کو زیبا ہے۔ کلی اقتدار و اختیار کا مالک، غیر جوابدہ اور تمام عیوب سے منزہ و مقدس ذات وہی ہے۔ قرآن مجید کی متعدد آیات اس حقیقت کو واضح کرتی ہیں۔

بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ "جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہی ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابل کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا۔"

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ''جو چاہتا ہے سو کر ڈالتا ہے۔''

کائنات کی تخلیق اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اس کا نظم ونسق خالق کی ہی مرضی سے طے ہو۔ جس طرح مافوق العادۃ امور اللہ تعالیٰ کی منشا کے مطابق طے پاتے ہیں اسی طرح ماتحت العادۃ امور اس لائق ہیں کہ اسی کی منشا کے مطابق طے کیے جائیں۔ چنانچہ حاکمیت واقتدار اعلیٰ کے غلبہ اور نفاذ کی خاطر انسان کو بطور خلیفہ ونائب پیدا کیا گیا ہے جو جملہ قوانین کا پابند اور الٰہی احکام کی تنفیذ کے لیے حاکمِ اعلیٰ کا دیا ہوا اختیار اس کے حکم ومنشا کے مطابق استعمال کرسکتا ہے۔ اس اصول کو خلافتِ ارضی سے تعبیر کیا جاتا ہے جس کا وعدہ شروع ہی سے تمام نیکوکاروں سے رہا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِن قَبْلِهِمْ ''اور جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان سے اللہ کا وعدہ ہے کہ ان کو ملک کا حاکم بنادے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو بنایا تھا۔''

آیت میں ایمان وعملِ صالح کے وصف سے متصف افراد کی حکومت کو خلافت سے تعبیر کرنے میں اس امر کی طرف لطیف اشارہ ہے کہ ان کو حاصل قوت واقتدار عطیہ خداوندی ہے جس کا استعمال اسی کے احکام کے مطابق لازم ہے۔ آدم علیہ السلام سے لے کر محمد ﷺ تک تمام انبیاء اللہ تعالیٰ کے نائب اور نمائندہ ہونے کی حیثیت سے جلوہ افروز ہوئے اور ان کے بعد یہ خلافت اربابِ حل وعقد کو حاصل ہے جنہیں ''اولی الامر منکم'' سے تعبیر اور ان کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ تاہم ان کا ہر غیر شرعی حکم واجب الرد ہوگا کیونکہ خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت کی کوئی حیثیت نہیں۔ خلافتِ ارضی کے اس اصول کی بنا پر اسلامی ریاست کے سربراہ کو نیابتِ رسول حاصل ہوتی ہے جس کا تقاضا ہے کہ سربراہِ مملکت اپنے اختیارات شریعت کے دائرے میں رہ کر ہی استعمال کرسکتا ہے۔ قانون سازی ہو یا قانون پر عمل کسی مرحلہ پر شریعت کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

معیارِ قیادت واہلیت اور تفویض اختیارات

ریاستِ مدینہ کی ایک امتیازی خوبی قیادت واہلیت کا اعلیٰ معیار قائم کرنا ہے۔ اہلِ اسلام کا قائدان کا بہترین اور فہم وفراست، تقویٰ وللّٰہیت اور صلاحیت کے لحاظ سے فائق تر فرد ہوتا تھا جس کا ہر عمل امت کی فلاح وصلاح کی ضمانت سمجھی جاتی تھی۔ خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم کے ورع وتقویٰ مثالیں تاریخ میں موجود ہیں کس طرح اپنی ذات کو پسِ پشت ڈال کر امت کی نفع رسانی میں کوشاں رہتے۔ تمام قسم کے

تعیّشات بالائے طاق رکھ کر سادگی کی اعلیٰ مثال قائم کیں۔دن کو نظمِ حکومت اور رات کو عبادت کا اہتمام ان کا روزمرہ کا شعار تھا۔یہی وجہ ہے کہ خدائی مدد کے بل بوتے ایک فلاحی معاشرے کے قیام میں کامیاب ہوئے۔

قیادت کا اعلیٰ معیار طے کرنے کے بعد تفویضِ اختیارات ریاست کی تشکیل کا ایک اہم اصول رہا ہے۔تفویضِ اختیارات کا مطلب یہ ہے کہ حاملِ عہدہ ان امور اور معاملات میں آزادانہ تصرف کا حقدار ہو اور وظائف کی ادائیگی میں ہر وقت امیر کی اجازت کا منتظر نہ ہو جو اسے بطور نیابت سربراہِ مملکت کی جانب سے حاصل ہوئے ہیں۔ریاستی نظم ونسق مقررو معہود طریق پر رواں دواں رہنا معاشرتی عدل وانصاف،مساوات،حریت اور بنیادی ضروریات کی تکمیل کا باعث ہے تو دوسری جانب ریاستی امور میں تعطل معاشرے کی زبوں حالی کی عکاسی کرتا ہے۔وقت کی قلت،مسائل کا اژدہام اس بات کا متقاضی ہے کہ حاکمِ وقت اپنے اختیارات نچلی سطح تک منتقل کرے اور ہر ایک اپنے اپنے دائرہ کار کی حد تک امور کی انجام دہی یقینی بنائے۔وزیر یا معاونِ کار کے تقرر کا اشارہ موسیٰ علیہ السلام کی باری تعالیٰ سے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو شریکِ کار بنانے کی درخواست سے ملتا ہے۔الماوردی تفویضِ اختیارات کی اہمیت کے بارے لکھتے ہیں:

”و لان ما وکل بہ الی الامام من تدبیر الامۃ لا یقدر علی مباشرۃ جمیعہ الا بالاستنابۃ و نیابۃ الوزیر المشارک لہ فی التدبیر اصح فی تنفیذ الامور من تفردہ بھا لیستظھر بہ علی نفسہ و بھا یکون ابعد من الزلل و امنع من الخلل“

”امت کا نظم ونسق چلانے کے لیے امام پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں بدوں نیابت ان کی ادائیگی ممکن نہیں۔شریک کار وزیر کو نائب بنا کر اختیار سونپنا زیادہ درست ہے تا کہ امیر کیلئے سہولت بھی ہو اور اس کے ذریعے لغزش اور خلل واقع ہونے سے بچاؤ بھی۔“

اصولِ تنقید و محاسبہ اور معزولی

تنقید،محاسبہ اور معزولی ایک ہی عمل کے مختلف مراحل ہیں۔تنقید سے شروع ہونے والا عمل محاسبہ کے ذریعے قصوروار ثابت ہونے کے نتیجے میں صاحبِ منصب کی معزولی پر اختتام پذیر ہوتا ہے۔امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو امتِ محمدیہ کی بعثت کا بنیادی فریضہ قرار دیا گیا ہے۔

بقیہ صفحہ 5 پر

گمراہی سے حفاظت، قرضوں کی ادائیگی اور محتاجی سے حفاظت کی دعاء

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَ رَبَّ الْأَرْضِ وَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، رَبَّنَا وَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ ، فَالِقَ الْحَبِّ وَ النَّوٰى ، وَ مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَ الْإِنْجِيْلِ وَ الْفُرْقَانِ، أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ اَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَ أَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَ أَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَ أَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ اِقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَ أَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ

اے اللہ! آسمانوں کے رب، زمین کے رب، عرش عظیم کے رب، ہمارے رب اور ہر چیز کے رب، دانے اور گھٹلی کو پھاڑنے والے، تورات، انجیل اور فرقان (قرآن کریم) کو نازل کرنے والے، میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں ہر چیز کے شر سے جس کی پیشانی آپ کے قبضے میں ہے۔ اے اللہ! آپ ہی سب سے پہلے ہیں، آپ سے پہلے کچھ نہیں، آپ ہی سب سے آخر ہیں آپ کے بعد کچھ نہیں، آپ ہی سب پر غالب ہیں، آپ پر کوئی بھی غالب نہیں، آپ ہی سب سے پوشیدہ ہیں، آپ سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں، ہمارے قرضے اداء کرا دیجئے اور ہمیں فقر محتاجی سے بے نیاز اور غنی بنا دیجئے۔ (مسلم)

آں خنک شہرے کہ آنجا دلبر است ... المدینۃ المنورۃ 1883ء